مولانا شيخ محمد عادل رباني

اسلاموفوبیا پر ہمارا موقف

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته. أعوذ بالله من الشيطان الرجيم. بسم الله الرحمن الرحيم. الصلاة والسلام على رسولنا محمد سيد الأولين والآخرين. مدد يا رسول الله، مدد يا ساداتي أصحاب رسول الله، مدد يا مشايخنا، دستور مولانا الشيخ عبد الله الفائز الداغستاني، شيخ محمد ناظم الحقاني، مدد. طريقتنا الصحبة والخير في الجمعية.

بسمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ۔

اللہ ﷻ اس مجلس کو برکت عطا فرمائیں، ان شاء اللہ یہ برکت والی مجلس ہو۔ شکر ہے اللہ ﷻ کا، ہم یہاں تین یا چار دن سے ہیں۔ اللہ ﷻ کا شکر ہے کہ اُس ﷻ نے ہمیں اپنی برکتوں کے ساتھ اور ایسے اچھے لوگوں کے ساتھ یہاں آنے کا موقع دیا۔ ہمارا مقصد اور مطلب یہ ہے کہ اچھے لوگوں کے ساتھ رہنا۔ اکیلا رہنا کوئی طاقت نہیں؛ طاقت اتحاد میں ہے۔ یہ اللہ ﷻ کا حکم ہے: "وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا"، "اور اللہ کی رسی کو سب مل کر مضبوطی سے پکڑو اور اس میں تقسیم نہ کرو۔" (قرآن ۰۳:۱۰۳)۔ اللہ عز و جل فرماتا ہے: "سب مل کر اللہ ﷻ کی رسی کو پکڑو؛ جدا مت ہو۔" اللہ عز و جل کا راستہ ایک ہی ہے، اور وہ توحید کا راستہ ہے (اللہ کی وحدانیت کا اقرار)؛ اور اللہ ﷻ کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ بنانا۔ اللہ ﷻ فرماتا ہے: "اس راستے پر اتحاد کرو۔"

وہ راستہ انبیاء کا راستہ ہے۔ کئی انبیاء لوگوں کو سچے دین کی طرف بلانے کے لیے سفر کرتے رہے۔ انہوں نے انسانیت کی بھلائی کے لیے محنت کی، لوگوں کو اللہ ﷻ کے احکام پورا کرنے اور اچھے بندے بنانے کی کوشش کی۔ ان کا کام بہت مشکل تھا؛ آسان نہیں تھا۔ لوگوں تک بھلائی پہنچانا مشکل تھا کیونکہ ان کے ذہن اس خوبصورت راستے پر نہیں تھے، بلکہ بالکل الٹی طرف تھے۔ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ و سلم اس راستے پر چلے اور سفر کیا۔ مگر ہمارے رسول صلی اللہ علیہ و سلم تبلیغ کے لیے حجاز سے دور نہیں گئے۔ آپ ﷺ صرف طائف گئے، جہاں آپ ﷺ کا انکار کیا گیا اور آپ ﷺ کو تکلیف دی گئی۔ اُس تکلیف کے نتیجے میں آپ ﷺ واپس آنے پر مجبور ہوئے۔ وہاں صرف ایک ہی شخص نے ہدایت پائی، اور وہ ایک غریب، مسکین آدمی تھا۔ جہاں بھی رسول صلی اللہ علیہ و سلم گئے اور جو بھی کیا، سب اللہ عز و جل کی حکمت کے مطابق ہوا۔ اس میں بہت بڑی حکمت ہے کہ آپ ﷺ تبلیغ کے لیے اس علاقے سے باہر نہیں گئے۔ رسول ﷺ نے صرف ایک سفر کیا — دمشق کا — اور کہیں اور نہیں گئے۔ یہ بہت اہم بات ہے کیونکہ آج کل جو لوگ اسلام کو برا ثابت کرنا چاہتے ہیں، وہ رسول صلی اللہ علیہ و سلم کی شخصیت پر کئی جھوٹے الزام لگاتے ہیں؛ یہ حقیقت کہ آپ ﷺ کہیں دوسری جگہ نہیں گئے، ان کے جھوٹ کو واضح طور پر جھوٹا ثابت کرتی ہے۔ یہ بڑی حکمت تھی کہ رسول صلی اللہ علیہ و سلم حجاز سے باہر نہیں گئے، کیونکہ اللہ ﷻ کی تمام وحی آپ ﷺ پر وہیں نازل ہوئی۔ آپ ﷺ نے تبلیغ کی شروعات وہیں سے کی۔ بعد میں آس پاس کے بادشاہوں، مصر کے مقوقس اور روم کے بادشاہ کو اسلام کے بارے میں خطوط بھیجے گئے۔ ہر ایک کے نام سے خط بھیجے گئے تاکہ انہیں اسلام سے واقف کرایا جائے، اس پیغام کے ساتھ: "اگر تم نجات چاہتے ہو تو اسلام قبول کرو۔" یہ طریقہ تھا جس سے رسول ﷺ نے پیغام پہنچایا۔ رسول صلی اللہ علیہ و سلم کے بعد صحابہ دور دور تک گئے۔ اسلام کی دعوت ہر کونے تک پہنچی — چین تک — تاکہ دین کو پھیلایا جائے اور لوگوں کو

www.mawlanasultan.org

یہ خوبصورت راستہ دکھایا جائے۔ ہم بھی لگ بھگ دس دن پہلے سمرقند میں تھے۔ قثم ابن عباس، رسول صلی اللہ علیہ و سلم کے چچا کے بیٹے، سمرقند میں شہید ہوئے۔ اُن مبارک صحابی کا مقدس مزار وہیں ہے۔

اس طرح انہوں نے رسول صلی اللہ علیہ و سلم کے بعد اسلام کو دور دور تک پھیلایا۔ انہوں نے کسی کو مسلمان بننے پر زبردستی نہیں کی۔ جب انہوں نے ملکوں پر فتح حاصل کی، تو لوگوں کو آزاد چھوڑا؛ کسی پر جبر نہیں کیا۔ انہوں نے کہا: "اگر تم مسلمان بننا چاہتے ہو تو بن سکتے ہو؛ یہ تمہارا حق ہے۔ اگر تم مسلمان بن جاؤ تو تمہیں پورے حقوق ملیں گے، اور کوئی انہیں انکار نہیں کر سکتا۔ مگر اگر تم مسلمان نہیں بننا چاہتے، تو تمہیں جزیہ محصول دینا ہوگا۔" مگر اُس محصول کے بعد بھی انہیں مسلمانوں سے زیادہ حقوق ملتے تھے۔ اور جو محصول لیا جاتا تھا وہ آج کی رقم کی برابر جیسا نہیں تھا — ساٹھ، اسی یا نبی فیصد۔ وہ کوئی بھاری بوجھ نہیں تھا؛ لگ بھگ ڈھائی فیصد تھا — تقریباً زکوٰۃ کی رقم کے برابر۔

یہی [انصاف] تھا جس نے اسلام کے پھیلنے کو آسان بنایا۔ اس انسانیت اور انصاف کو دیکھ کر لوگ خود سے اسلام قبول کرتے تھے۔ لوگ کہتے ہیں کہ "اسلام تلوار سے پھیلایا گیا،" مگر یہ بالکل جھوٹ ہے۔ جیسے آج بھی، اسلام نے ظالم حکمرانوں کو ہٹا کر لوگوں کو آزاد کیا؛ انہیں غلامی سے بھی برے حالات سے نکال کر آزاد کیا۔ لوگ کہتے ہیں: "اسلام برا ہے۔" یہاں لوگ "اسلام" کا لفظ سنتے ہی ڈرتے ہیں؛ "اسلاموفوبیا" — یعنی اسلام کا خوف — تمام غیر مسلموں میں موجود ہے۔ مگر اسلامی ملکوں میں ہر طرح کے لوگ رہتے تھے۔ یہودی، آرتھوڈوکس عیسائی، کیتھولک، بدھسٹ، زرتشتی، ہندو — سب مسلمان ملکوں میں آزادی سے رہتے تھے۔ جب وہ جزیہ (اپنا محصول) دے دیتے تھے، تو سب امن سے ساتھ رہتے تھے۔ اصل میں کہا جانا چاہیے "کرسچینوفوبیا" — عیسائیت کا خوف۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم عیسیٰ کے راستے پر ہیں۔ مگر عیسیٰ نے کیا کہا؟ "اگر کوئی تمہارے دائیں گال پر تھپڑ مارے تو دوسرا گال بھی پیش کر دو۔" مگر جب صلیبی یروشلم (یروشلم) میں داخل ہوئے، تو شہر کو عیسائی بنانے کے بجائے انہوں نے کتنے لوگوں کو قتل کیا؟ انہوں نے خود اپنی کتابوں میں لکھا: انہوں نے ستر ہزار لوگوں کو قتل کیا، نہ مسلمان، نہ یہودی، نہ عیسائی کسی کو نہیں چھوڑا۔ خون راستوں پر گھٹنوں تک آ گیا؛ انہوں نے ایک بھی جان نہیں چھوڑی۔ راستے میں وہ استنبول — یا قسطنطنیہ — پہنچے۔ حالانکہ ان کے ہم مذہب عیسائیوں نے ان کا استقبال کیا، مگر انہوں نے قسطنطنیہ کو بھی لوٹا۔ جب وہ اناطولیہ میں آگے بڑھے، تو آرمینی — جو ان پر اس لیے بھروسہ کرتے تھے کہ وہ بھی عیسائی ہیں — انہوں نے اپنے قلعے کے دروازے کھول دیے، مگر صلیبیوں نے انہیں بھی قتل کر دیا۔ اور یہ "پاک صلیبی فوج"؛ ان کے آگے پادری اور راہب تھے۔ وہ کیا کر رہے تھے؟ عیسیٰ علیہ السلام کے نام پر جنگ۔ ان کے لیے جنگ پہلے سے ہی حرام ہے۔ انہوں نے کہا: "ہم ان کے لیے جنگ کر رہے ہیں؛ ہم عیسائیت پھیلائیں گے — رحمت، بھلائی، خوبصورتی اور رحم کا دین۔" کس اسلامی فوج نے کبھی ایسا ذرا سا بھی ظلم کیا؟ حقیقت یہ ہے کہ جب اسلامی فوج جنگ پر نکلتی تھی، تو قرآن میں پہلے سے ذکر ہے: "بزرگوں، عورتوں، بچوں اور بیماروں کو نقصان مت پہنچاؤ۔ صرف ان سے جنگ کرو جو تم سے جنگ کرتے ہیں۔" یہ بھی حکم ہے: "انہیں نقصان مت پہنچاؤ جو جنگ میں امان مانگتے ہیں یا ہتھیار ڈال کر ہار تسلیم کر لیتے ہیں۔" انہوں نے حقیقت چھپا دی اور لوگوں کے ذہن میں جھوٹ بٹھایا — کہ اسلام بربریت اور خون خرابہ والا ہے۔ مگر اصل خون خرابہ وہ ہیں — جو عیسائیت کے نام پر یہ کرتے ہیں۔ انہیں عیسائی کیوں کہا جاتا ہے؟ کیونکہ وہ بڑے بڑے صلیب لے کر آتے ہیں، "پاکیزہ جنگ" کا نعرہ لگاتے ہیں، اور انسان کو انسان نہیں سمجھتے۔ ان میں رحم کا کوئی نشان نہیں، مگر ظلم کی بھرمار ہے۔ اور یہ تو صرف ظاہری طرف ہے؛ جو نظام انہوں نے عیسائیت کے نام پر بنایا وہ بالکل ظلم پر مبنی ہے۔ الاندلس میں جو ظلم کیے گئے، پرتگال، نیدرلینڈز اور بیلجیم نے لوگوں پر جو ظلم کیے، اور انہوں نے جو بے شمار جانیں لیں — اس فہرست کا کوئی اختتام نہیں۔ اُن زمانوں

www.mawlanasultan.org

مولانا شیخ محمد عادل ربانی

میں وہ کسی بھی غیر عیسائی کو بے رحمی سے قتل کر دیتے تھے۔ وہ کہتے کہ ہم جنگ کے ذریعے دنیا میں تہذیب لا رہے ہیں! لیکن اگر الاندلس کے مسلمان نہ ہوتے تو انہیں کبھی تہذیب نصیب نہ ہوتی۔ ٹھیک ہے، ہمیں دشمن سمجھنا سمجھ آتا ہے۔ مگر اُن غریب افریقی سے تمہیں کیا چاہیے تھا؟ انہوں نے تمہارا کیا بگاڑا تھا؟ تم نے انہیں جانوروں کی طرح جہازوں میں ٹھونس دیا اور امریکہ میں غلامی کے لیے بیچ دیا؛ ہر سو میں سے مشکل سے دس بچ پاتے تھے۔ اُس عمل میں سو لاکھ لوگ مر گئے۔ وہ کافی نہیں تھا؛ جہاں جہاں گئے لوگوں کو قتل کیا — اس دفعہ امریکہ میں۔ انہوں نے اپنے "پاک عیسائیت" کے نظریات امریکہ لے گئے اور وہاں کے مقامی لوگوں کو مٹا دیا، لاکھوں لوگوں کو قتل کیا۔ یہ بھی کافی نہیں تھا؛ انہوں نے شمالی امریکہ کے مقامی امریکیوں کو نشانہ بنایا۔ انہوں نے لاکھوں لوگوں کو قتل کیا؛ انہیں جان بوجھ کر بیماریاں لگا کر مٹا دیا۔

یہ سن کر مجھے سچ میں بہت غصہ آتا ہے۔ وہ بار بار "اسلاموفوبیا" "اسلاموفوبیا" "اسلاموفوبیا" کہتے رہتے ہیں۔ اصل میں جس چیز کی بات ہونی چاہیے وہ "کرسچینوفوبیا" (عیسائیت سے خوف) ہے۔ میں پہلی بار ۱۹۸۵ میں جرمنی آیا۔ میں مرحوم جلال کے گھر ٹھہرا ہوا تھا۔ وہاں ایک پروفیسر کی لکھی ہوئی کتاب تھی؛ اُس میں ہمارے رسول صلی اللہ علیہ و سلم کے بارے میں بہت بری باتیں لکھی ہوئی تھیں۔ یہ تہمتیں لگانے والا شخص یورپ میں پڑھا ہوا تھا — ایک دانشور، جاننے والا۔ میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا۔ پہلی بار ہمارے رسول صلی اللہ علیہ و سلم کے بارے میں ایسی باتیں سن کر میں حیرت اور غصے سے بھر گیا۔ جو لوگ "عقلمند" ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں وہ ایسی باتیں کیسے کہہ سکتے ہیں؟ پھر ہمیں سمجھ آیا: یہ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پیروکار نہیں ہیں؛ یہ شیطان کے پیروکار ہیں۔ شیطان نے انہیں دھوکا دیا ہے؛ اُس نے اچھے کو ان کے لیے برا اور برے کو اچھا بنا دیا ہے۔ جو کچھ وہ کرتے ہیں سب جھوٹ، فریب، چالاکی اور دھوکے پر مبنی ہے۔ وہ ہر طرح کی بے ایمانی کرنے کے قابل ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام جو لائے تھے اور یہ لوگ جو کرتے ہیں، ان میں بالکل کوئی تعلق نہیں۔

عیسیٰ علیہ السلام نے جو کیا وہ بالکل اُنہی انبیاء کے اعمال جیسا تھا۔ جیسے آیت میں ہے: "لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّن رُّسُلِهِ"، "ہم اُس کے کسی رسول میں فرق نہیں کرتے۔" (قرآن ۲:۲۸۵)۔ حکم ہے کہ ہم کسی بھی نبی میں فرق نہ کریں۔ ہمیں انبیاء میں تقسیم نہیں کرنی چاہیے۔ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ و سلم کے صفات اور ان کے لائے ہوئے احکام بالکل دوسرے انبیاء جیسے ہیں۔ ہیومنزم، کمیونزم، سوشلزم، امپیریلزم — یہ سب لوگوں کو بھٹکانے کے لیے بنائے گئے ہیں۔ اصل چیز ہمارے رسول ﷺ کا راستہ ہے۔ اُس راستے پر کسی پر ظلم نہیں ہوتا؛ وہ راستہ انصاف کا ہے۔ جہاں انصاف ہو، وہاں ہر کسی کو اُس کا حق ملتا ہے اور ہر کوئی مطمئن ہوتا ہے۔ یہ انبیاء اور آپ ﷺ کے پیروکار کا راستہ ہے: لوگوں کو ان کے حقوق دینا اور ان کے حقوق کی حفاظت کرنا۔ مگر کسی کی آزادی اُس حد تک ہے جہاں دوسرے کے حقوق شروع ہوتے ہیں۔ دوسروں کے حقوق پر دست اندازی نہیں کی جا سکتی؛ یہ اسلام میں قابلِ قبول نہیں۔ اللہ جَلَّ جَلَالُهُ کی نزدیک تمام لوگ برابر ہیں۔ اللہ جَلَّ جَلَالُهُ کی نظر میں رنگ کے حساب سے لوگوں میں کوئی فرق نہیں — چاہے کالا، گورا ہو یا لال۔ بالکل، کون لوگ اللہ جَلَّ جَلَالُهُ کے قریب اور بہتر ہیں؟ بہتری دولت یا مال میں نہیں، بلکہ اللہ جَلَّ جَلَالُهُ کے راستے پر ہونے اور اُس جَلَّ جَلَالُهُ کی اطاعت میں ہے۔

لہٰذا انسان کا مقصد یہ ہونا چاہیے کہ وہ اللہ جَلَّ جَلَالُهُ کی نظر میں اونچا مقام حاصل کرے۔ جیسا کہ ہم نے کہا، یہ انبیاء — جو سب سے اونچے مقام والے ہیں — اُن کے پیروکار بن کر اُن کے راستے پر چلنے سے حاصل ہوتا ہے۔ اُن سے محبت کرنا ضروری ہے، اور انبیاء سے محبت کا مطلب آپ ﷺ کے راستے پر چلنا ہے۔ کیونکہ زندگی میں سب سے اہم چیز محبت ہے۔ جیسے مبارک آیت میں ہے: "قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي

مولانا شيخ محمد عادل رباني

يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ"، "اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو، [تاکہ] اللہ تم سے محبت کرے۔" (قرآن ۰۳:۳۱)۔ حکم ہے: "کہو: اگر تم اللہ ﷻ سے محبت کرتے ہو تو میری ﷺ پیروی کرو اور وہی کرو جو میں ﷺ کرتا ہوں، تاکہ تم اللہ عز و جل کے محبوب بن جاؤ۔" جیسے ہم نے صحبت کے شروعات میں کہا، اچھے لوگوں کی صحبت بہت اہم ہے۔ کیونکہ آس پاس کئی لوگ ہیں جو دوسروں کو بھٹکانے کی کوشش کرتے ہیں، اور بہت سا فتنہ ہے جو لوگوں کو ایک دوسرے کے خلاف کرتا ہے۔ سچا راستہ اللہ ﷻ کا راستہ ہے — لوگوں سے نرمی اور محبت سے پیش آنا۔ جو چیز ہمیں نجات دے گی وہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ و سلم سے ہماری محبت ہے۔ رحم، ایک دوسرے کی مدد، اور بھلائی — یہ وہ صفات ہیں جو اسلام اور ہمارے رسول صلی اللہ علیہ و سلم کو سب سے زیادہ پسند ہیں۔ یہی اسلام اور طریقت کا اصل ہے۔ کیونکہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ و سلم اللہ عز و جل کے سب سے محبوب بندے ہیں، اس لیے اگر دعا کے شروع اور آخر میں صلوات نہ پڑھی جائیں تو یہ یقین نہیں کہ وہ قبول ہوگی۔ مگر جب صلوات پڑھی جائیں تو اللہ ﷻ ضرور اُس دعا کو قبول فرماتا ہے۔

اللہ ﷻ ہماری محبت کو بڑھائیں۔ لوگ ہمیشہ ایک دوسرے کی مدد کریں، ان شاء اللہ۔ اُس محبت کے ذریعے ہم اُن بڑی خوشخبریوں کو حاصل کریں جو ہمارے رسول صلی اللہ علیہ و سلم نے دی ہے، ان شاء اللہ۔ کیونکہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ و سلم کا ایک مبارک حدیث ہے: جب ایک صحابی موت کے بستر پر تھے، رسول ﷺ انہیں دیکھنے گئے، اور وہ رو رہے تھے۔ جب رسول ﷺ نے پوچھا: "تم کیوں رو رہے ہو؟" تو انہوں نے جواب دیا: "میں اس لیے رو رہا ہوں کہ اب میں مرنے والا ہوں اور آپ کے ساتھ نہیں رہ پاؤں گا۔" ہمارے رسول صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا: "اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ"، "اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ"، "انسان اُس کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے۔" (حدیث)۔ یہ مبارک فرمان ہمارے لیے سچ میں بہت بڑی خوشخبری ہے۔ اس لیے ہمارے رسول صلی اللہ علیہ و سلم کے لیے احترام، ادب اور محبت ظاہر کرنا، آپ ﷺ کی قدر کرنا اور آپ ﷺ کو اونچا سمجھنا — ہمارا سب سے بڑا فائدہ اور حاصل ہے۔ اُس محبت کے ذریعے قیامت کے دن حشر کے میدان میں انتظار کی تکلیف نہیں ہوگی، اور — اللہ ﷻ حفاظت عطا فرمائیں — جہنم کے عذاب سے بچا رہے گا۔ رسول ﷺ سے محبت کے وسیلے سے سیدھا جنت میں داخل ہوگا، ان شاء اللہ۔ اللہ ﷻ یہ ہم سب کو نصیب عطا فرمائے، ان شاء اللہ۔ و من اللہ التوفیق۔ الفاتحہ

و من اللہ التوفیق۔ الفاتحہ۔

مولانا شیخ محمد عادل الربانی
۲۶ ستمبر ۲۰۲۶ / ۱۵ ربیع الآخر ۱۴۴۸
طیبہ مسجد — برلن، جرمنی

www.mawlanasultan.org